مطالعہ اقبال رح کی روشنی میں مرد مسلمان پر سیرت رسول ص کے اثرات

محمد ریاض

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ ہر مسلمان کے لئے شمع ہدایت ہے، اور اس کی پیروی سے حقیقی اخلاق و شرافت اور تقویٰ و پرہیز گاری کے اوصاف حاصل ہوتے ہیں۔ حب رسول حب خداوندی کا پیش خیمہ اور دعویٰ ایمان کا ملاک و مدار ہے اور کلام اقبال کا معتدبہ حصہ جذبہ حب رسول ص کے احیاء و تحکیم کے لئے وقف ہے۔ اقبال کو ذات رسالت مآب ص سے بے پناہ محبت تھی۔ جیسا کہ اقبال اور عشق رسول ص کے موضوع پر لکھنے والوں نے تصریح کی ہے، آنحضرت ص کا اسم مبارک سنتے ہی اقبال کا قلب وجد آگیں اور آنکھیں شدت تأثر سے اشک بار ہو جاتی تھیں۔ یہاں ہم اس موضوع پر کچھ گذار شات قلم بند کر رہے ہیں کہ اقبال کے کلام اور پیغام کی روشنی میں ایک مرد مسلمان سیرت پاک ص کے ہمہ گیر اثرات کس طرح قبول کرتا ہے۔

اقبال نے ایک مرتبہ میلاد النبی ص کے جلسے میں مقرر کی حیثیت سے شرکت کی اور فرمایا: ”میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو، وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ اس وجہ سے بھی مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول ص کو مد نظر رکھیں تاکہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے“ جذبۂ تقلید و عمل کو قائم رکھنے کی خاطر، اقبال نے ذکر رسول ص کے تین

طریقوں پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ پہلا انفرادی طریقہ ہے جو نماز اور اوراد میں درود و صلوات پڑھنے سے ایک حد تک پورا ہو جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ محفل ہائے ذکر رسول ص کا انعقاد ہے، مثلاً محفل میلاد النبی، تاکہ سیرت پاک کی جزئیات بیان کی جائیں اور اجتماعی انداز میں ذکر رسول ص کیا جائے۔ یہ دونوں طریقے اتباع سنت اور اخلاق نبوی ص سے کسب علو و کمال کی راہیں ہیں اور ''جوہر انسانی کا یہ انتہائی کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا، کسی دوسری چیز کی دید سے مطلب نہ رہے''۔ کمال انسانی و مسلمانی، کی خاطر اقبال ذکر رسول ص کا تیسرا، اور مشکل طریقہ بتاتے ہیں کہ: ''یاد رسول ص اس کثرت سے، اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب، نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر بن جائے''۔ (۱) اقبال کا کلام مظہر ہے کہ وہ ذکر رسول ص سے مستفیض اور اس کی لذت و حلاوت سے بہرہ مند رہے ہیں۔

اقبال فرماتے ہیں کہ حب رسول ص، مسلمان کے قلب کے انجلاء کا موجب اور سامان تقویت ہے۔ مسلمان جب اپنی اعلی نسبت پر غور کرتا ہے، تو اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہوئے، اس نسبت کی حرمت اور تقاضے برقرار رکھنے کی فکر کرتا ہے۔

هر که عشق مصطفیٰ ص سامان اوست | بحر و بر در گوشهٔ داماں اوست
روح را جز عشق او آرام نیست | عشق او روزیست کورا شام نیست (۲)
معنی حرفم کنی تحقیق اگر | بنگری با دیدهٔ صدیق رض اگر
قوت قلب و جگر گردد نبی ص | از خدا محبوب تر گردد نبی (۳)

آنحضرت ص رحمة للعلمین اور رسول عالم ہیں۔ خدائے تعالی نے آپ ص کے سیرت و کردار کو جملہ مسلمانوں کی خاطر نمونہ بنایا، اور ہمارے دعوی ایمان کا شاہد۔ اس شہادت سے ہم اسی صورت میں مستفید ہو سکتے ہیں کہ سیرت رسول ص کی خو و بو اختیار کریں، 'اور اقوام عالم کی خاطر نمونہ' بہتر بن سکیں۔

تبلیغ اسلام فرض ہے۔ فرض کفایہ ، اور یہ تبلیغ زبان قال ہے اور زبان حال بھی۔ اگر مسلمان اپنے قول ، فعل اور نمونے سے آنحضرت ص کے فرمودات دوسروں تک نہ پہنچا سکے ، تو اپنے دعوی، ایمان کا حشر ابھی سے سمجھ لیں۔ اقبال نے مسلمانوں کو سیرت رسول ص کا نمونۂ ناطق بننے کا بار بار مشورہ دیا ہے اور ازآنجملہ چند اشعار ھیں۔

طبع مسلم از محبت قاهر است — مسلم ار عاشق نبا شد ، کافر است
خیمه در میدان الا الله ، زد است — در جهان 'شاهد علی الناس، آمد است
شاهد حالش نبی ص انس و. جان — شاهد صادق ترین شاهدان
آب و تاب چهرهٔ ایام تو — در جهان شاهد علی الاقوام تو
نکته سنجان را صلائے عام ده — از علوم امیؐ ص پیغام ده
امئیؐ پاک از "هویٰ" گفتار او — شرح رمز " ماغویٰ " گفتار او
لرزم از شرم تو چون روز شمار — میرسد ت آن آبروی ص روزگار
حرف حق از حضرت ما برده ای — پس چرا با دیگران نسپرده ای
آن نگاهش سر ' ما زاغ البصر ' — سوی قوم خویش باز آید اگر
می شناسد شمع او پروانه را — خوب بشناسد خویش و هم بیگانه را
لست منی ، گویدت مولای ص ما — وای ما ، ای وای ما، ای و ای ما(۴)

اوپر ایک مصرع " لرزم ازشرم تو چون روز شمار" قابل غور ہے۔ خدائے تعالی سے شرمسار ھونے کا تو لوگ لکھتے رہے ، مگر آنحضرت سے شرم کی باتیں شعراء تو کجا ، علماء فحول نے بھی شاذ ھی لکھی ھیں۔ اقبال کی جرأت عشق رسول ھی ایسا کہلوا سکتی ہے کہ " از خدا محبوب تر گردد نبی" اور یہ بھی۔

می توانی منکر یزدان شدن — منکر از شان نبی نتوان شدن (۵)
غلام جرأت آن رند پاکم — خدا راگفت : مارا مصطفیٰ بس (۶)

مثنوی ”پس چه باید کرد“ میں اقبال نے شیخ عطار کے حمدیہ شعر کو تصرف لفظی سے نعتیہ بنا دیا ہے۔

حمد بی حد مر ’رسول ص‘ پاک را | آنکه ایمان داد جسم خاک را

بہر حال آنحضرت ص سے شرم کرنے کی تعبیر بڑی دل لگتی اور معنی خیز ہے۔ اقبال فرماتے ھیں کہ اپنی بد اعمالیوں کے ساتھ ھم کس طرح حضور کی شفاعت کے سزاوار بنیں گے، اور روز قیامت صاحب رخ انور کو اپنی صورت کس طرح دکھائیں گے؟ آخر آنحضرت سے اپنی نسبت کا کچھ لحاظ تو کریں۔ آپ نے اپنی دو رباعیوں میں خدائے تعالی سے التماس کیا کہ روز قیامت، ان کا محاسبہ آنحضرت ص کے غیاب میں کیا جائے۔

تو غنی از هر دو عالم، من فقیر | روز محشر عذر های من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر | از نگاه مصطفی پنهان بگیر
به پایان چون رسد این عالم پیر | شود بی پرده هر پوشیده تقدیر
مکن رسوا حضور خواجه ما را | حساب من زچشم وی نهان گیر (۷)

اقبال نے کئی مقامات پر اپنی بدعملی کے ذکر کے پردے میں دوسرے مسلمانوں کو اپنے اعمال اور آنحضرت ص سے نسبت کی ذمہ داریوں پر غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ ایک واقعہ اقبال کے بچپن کا ہے۔ آپ نے کسی مصر سائل کو زد و کوب کر دیا اور یہ بات آپ کے صوفی منش والد تک پہنچ گئی۔ والد اس حرکت سے بے حد مغموم و محزون ہوئے اور اس واقعہ سے روز محشر آنحضرت ص کے حضور پیش ہونے کے یقین سے نادم اور خائف تھے۔ باپ نے اقبال کو ندامت کا اتنا شدید تاثر دیا کہ وہ اسے مدت العمر بھلا نہ سکے۔

گفت فردا امت خیر الرسل | جمع گردد، پیش آن مولای کل
ای صراطت مشکل از بی مرکبی | من چه گویم چون مرا پرسد نبی

حق جوانی مسلمی با تو سپرد
کو نصیبی از دلبستانم نبرد

از توان یک کار آسان هم نشد
یعنی آن انبار گل آدم نشد

اند کی اندیش و یاد آر ای پسر
اجتماع است خیر البشر

باز این ریش سفید من نگر
لرزهٔ بیم و امید من نگر

بر پدر این جور نازیبا مکن
پیش مولا بنده را رسوا مکن

مگسل از ختم الرسل ایامِ خویش
تکیه کم کن بر فن و برگام خویش (۸)

جاوید نامہ میں آپ خطاب بہ جاوید فرماتے ہیں۔

نوجوانی را چو بینم بی ادب
روز من تاریک می گردد چون شب

تاب و تب درسینہ بیفزاید مرا
یاد عهد مصطفیٰ آید مرا

از زمان خویش پشیمان می شوم
در قرون رفتہ پنہان می شوم (۹)

اقبال غلامی پر قانع رہنے پر بھی مسلمانوں کو، آنحضرت ص سے نسبت کا حوالہ دے کر، غیرت دلاتے رہے۔ یہ بات دوسرے مذاہب کے اعتدال پسند پیروؤں نے بھی تسلیم کی ہے کہ آنحضرت نے بنی نوع انسان کی گردن کو طوق غلامی سے آزاد کرایا اور، حریت و مساوات کا عملی نمونہ پیش کیا۔ اسے تقدیر کی ستم ظریفی نہیں، اعمال کی پاداش کہنا چاہئے کہ مسلمان جو آزادی و حریت کے قافلہ سالار تھے، استعماری قوتوں کا شکار ہو کر غلام بن گئے۔ اب بھی مسلمان ایک حد تک استعمار پسندوں کے دست نگر ہیں۔ اقبال کے دور حیات میں حالات کہیں ابتر تھے۔ آپ، غلاموں کی درود خوانی، عبادات اور کارھائے خیر کو ہیچ قرار دے کر مسلمانوں کو منبع حریت و مساوات ص، سے ان کی نسبت یاد دلاتے اور ان کی رگ حمیت پھڑکاتے رہے ہیں۔ یہ کام بصیرت افروز ہے اور شاعر کے جذبۂ ایمان و عمل کا مظہر۔

مومنان راگفت آن سلطان دین
'مسجد من شد همه روی زمین'

الامان از گردش نه آسمان
مسجد مومن بدست دیگران

سخت کوشد بندهٔ پاکیزه کیش　　تابگیرد مسجد مولای خویش

چون بنام مصطفیٰ خوانم درود　　از خجالت آب می‌گردد وجود
عشق می گوید که ای محکوم غیر　　سینهٔ تو از بتان مانند دیر
تا نداری از محمد رنگ و بو　　از درود خود میالا نام او،
از غلامی لذت ایمان مجو　　گرچه باشد حافظ قرآن، مجو
عید آزادان، شکوه ملک و دین　　عید محکو ماں هجوم مومنین (۱۰)

مسلمانی که دربند فرنگ است　　دلش در دست او آسان نیاید
ز سیمائی که سودم بر در غیر　　سجود بوذر رض و سلمان رض نیاید

جبین را پیش غیر الله سودیم　　چو گبران درحضور وی سرودیم
ننالم از کسی، می نالم ازخویش　　که ماشایان شان تو ص نبودیم(۱۱)

''توحید'' اور ''رسالت'' کے عقائد مسلمانوں کی کامل یک جہتی و یگانگی کے متقاضی ہیں اس لئے کہ

ایک ہی سب کا نبی ص، دین بھی، ایمان بھی ایک (۱۲)

مگر مسلمانوں کا نفاق و افتراق بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اقبال کی زندگی کا ایک مقصد اسلام کی عالمگیر اخوت کا پیغام پہنچانا تھا: اتحاد اور پین اسلامزم کے وہ انتھک مبلغ رہے ہیں۔ اس کام میں بھی آپ نے مسلمانوں کو سیرت رسول ص سے مستنیر و مستفید ہونے کا گر سمجھایا ہے۔ حاتم طائی یمنی (م ۶۰۵ء) کی بیٹی کی ''سر پوشانی'' کے ذکر کے(۱۳) ضمن میں اقبال آنحضرت ص کے اس بابرکت کرم کا ذکر فرماتے ہیں جس کے تحت مسلمان ہر قسم کے امتیازات و تفرقوں سے مصؤن ہوگئے۔ کاش آنحضرت ص کے درس اتحاد کو مسلمان گرہ میں باندھ لیتے اور ایک مستحکم قوت بنے رہتے:

در مصافی پیش آن گردون سریر　　دختر سردار طی آمد اسیر

پای در زنجیر وهم بی پردہ بود | گردن از شرم و حیا خم کردہ بود
دخترک راچون نبی ؐ بی پردہ دید | چادر خود پیش روی اوکشید
ما ازان خاتون طی عریان تریم | پیش اقوام جہاں بی چادریم
روز محشر اعتبار ماست او | درجہاں ہم پردہ دار ماست او
چون گل صد برگ مارا بو یکیست | اوست جان این نظام و او یکیست
ہستی مسلم تجلی گاہ او | طورہا بالد ز گرد راہ او
مست چشم ساقیٔ بطحا ستیم | درجہاں مثل می و مینا ستیم(۱۴)

مثنوی ' رموز بیخودی ' کا ایک عنوان ہے ، قوم افراد کے اختلاط سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی تکمیل تربیت ، نبوت سے ہی ہوتی ہے ۔ فرماتے ہیں۔

از رسالت ہم نوا گشتیم ما | ہم نفس ، ہم مدعا گشتیم ما
دین فطرت از نبی آموختیم | در رہ حق ، مشعلی افروختیم
این گہر از بحر بی پایان اوست | ماکہ یکجانیم از احسان اوست
لا نبی بعدی ز احسان خداست | پردۂ ناموس دین مصطفی است
دل ز غیر اللہ مسلمان بر کند | نعرۂ لا قوم بعدی می زند

اسی لئے اقبال عربوں کے افتراق پر اس طرح آبدیدہ نظر آتے ہیں :۔

امتی بودی ، امم گردیدہ ای | بزم خود را خود زہم پاشیدہ ای
ہر کہ از بند خودی وارست ، مرد | ہر کہ بابیگانگاں پیوست ، مرد
آنچہ تو باخویش کردی ، کس نکرد | روح پاک مصطفی آمد بدرد(۱۵)

نکات معراج

' اسراء ' اور ' معراج رسول ' کا واقعہ عالم انسانیت کا بےنظیر واقعہ ہے : روحانی اور جسمانی معراج کی بحثوں سے قطع نظر یہ عظیم واقعہ اس بات کا مظہر ہے کہ اشرف البشر نے عالم ملکوت ، ماورائے افلاک اور لامکان تک سفر فرمایا ، اور انسانوں کو ان دیکھی حقیقتوں سے آگاہی بخشی ہے ، اور

'' صادق و امین '' کے پیرو ان نادیدہ حقائق پر ایمان رکھتے ہیں ۔ اقبال کی شاہکار تالیف '' جاوید نامہ '' ، روایات معراج کے تتبع میں ہی ہے ۔ اقبال نے کئی مقامات پر لکھا ہے کہ یہ واقعہ مسلمانوں کی جسمانی اور روحانی قوتوں کے اعتلا و ارتقا کی خاطر ایک زبردست جذبۂ تحرک ہے ۔ یہ جذبۂ تحرک ، باطنی سہی مگر اس کے اثرات ظاہری ہیں اور باطنی بھی ۔ اقبال کے بیان فرمودہ نکات معراج ایک جداگانہ موضوع ہے ، یہاں ہم چند اشعار کے انتخاب سے علامہ مرحوم کے عندیہ کو ظاہر کر رہے ہیں ۔

رہ یک گام ہے ہمت کے لئے عرش بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات (۱۶)

چیست معراج ، آرزوی شاهدی — امتحانی رو بروی شاهدی
شاهد عادل که بی تصدیق او — زندگی ما را چو گل را رنگ و بو
از شعور است اینکه گوئی نزد و دور — چیست معراج انقلاب اندر شعور (۱۷)
ناوک ہے مسلمان، ہدف اس کا ہے ثریا — ہے سر سرا پردۂ جاں ، نکتۂ معراج

تو معنیٔ و النجم نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مد و جزر ابھی چاند کا محتاج (۱۸)

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ ؐ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں (۱۹)

جاوید نامہ میں آپ نے شیخ حسین بن منصور حلاج بیضاوی (م ۳۰۹ھ) کی زبانی '' دیدار رسول ؐ '' کی معنویت بیان فرمائی ہے ۔ تقلید و عشق رسول ؐ کی برکات سے ' خود شناسی ' کے مراحل طے کرنا، اقبال کی نظر میں 'دیدار رسول ؐ ' ہے اور اسی بات کو آپ مثنوی اسرار خودی کے ' باب عشق ' میں بانداز دگر بیان فرما چکے ہیں ۔ جاوید نامہ میں ہے ۔

معنیٔ دیدار آن آخر زمان ؐ — حکم او ، برخویشتن کردن روان

در جہان زی چو رسولؐ انس و جان　　تا چون او باشی قبول انس و جان
باز خود را بین ، همین دیدار اوست　　سنت اوؐ سری از اسرار اوست

اقبال نے آنحضرتؐ کی حیات پاکؐ کی ' جلوت و خلوت ، کے نمونوں سے مستفیض ہونے کی خاطر توصیہ و اشارہ کیا ہے۔ آپؐ کی جلوتی زندگی تو کتب احادیث و سیر وغیرھم میں جلوہ فگن ہے ، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپؐ کی خلوتوں کا کوئی مختصر سے مختصر واقعہ بھی نا معلوم و غیر معین ہے۔ اقبال کا مدعا ، تفکر و تذکر کی خاطر ، جلوت و خلوت کو اپنانا ہے۔

زندگی انجمن آراء و نگہدار خوداست　　ایکہ اندر قافلہ ، بی ہمہ شو، باھمہ رو
(زبور عجم)

آنحضرتؐ نے بعثت سے قبل ، کئی برس تک غار حرا میں تحمید و تقدیس الٰہی فرمائی اور قدرت الٰہیہ پر تدبر و تفکر فرمایا ہے۔ آپ پانی اور ستو ساتھ لے جاتے اور کئی کئی دن رات اسی پر اکتفا فرماتے (دیکھئے صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ کی روایات) ظاہر ہے کہ صوفیہ نے اسی روش کو اپنانے میں ایک پورا مسلک قائم کر لیا۔ رمضان شریف کے عشرۂ آخر میں اعتکاف ، کی خلوتی عبادت ایک معروف سنت ہے۔ اقبال نے تفکر و تصفیہ کی خاطر خلوت ، اپنانے پر زور دیا ہے تاکہ سیرت پاکؐ سے مستنیر ہو سکیں۔

عاشقی ؟ محکم شو از تقلید یارؐ　　تا کمند تو شود یزدان شکار
اندکی اندر حرای دل نشین　　ترک خود کن، سوی حق هجرت گزین
محکم از حق شو ، سوی خود گام زن　　لات وعزای هوس را سر شکن
تا خدای کعبہ ، بنوازد ترا!　　شرح انی جاعل سازد ترا (۲۰)

یہ چند گزارشات اس بات کی مظہر ہیں کہ اقبال نے عشق رسولؐ کی ہی نہیں ، اس کے تقاضوں کو اپنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ یہ تقاضے ، اپنی نسبت اعلیٰ کا احساس رکھنے اور سیرت پاکؐ کے پہلوؤں کا ، جس حد تک بھی

اپنی محدودیت کے اعتبار سے ممکن ہو، اپنی خو و بو میں انعکاس کرنا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو دعوئی عشق و محبت کا بوداپن اظہر من الشمس ہے۔

حواشی

۱ - مقالات اقبال مرتبہ سید عبد الواحد معینی صفحہ ۱۹۵ ' ۱۹۹

۲ - پیام مشرق ص ۸

۳ - اسرار و رموز ص ۱۱۷

۴ - اسرار و رموز ص ۷۰ ' ۱۶۲ ' ۱۸۷

۵ - جاوید نامہ ص ۷۶

۶ - ارمغان حجاز ص ۸۱

۷ - ارمغان حجاز ص ۲۳ - پہلی رباعی اقبال نے ایک صوفی با صفا کی تملیک میں دے دی تھی۔ دیکھئے انوار اقبال ص ۲۲۳

۸ - اسرار و رموز ص ۱۵۱ ' ۱۵۲

۹ - جاوید نامہ ص ۲۴۱

۱۰ - پس چہ باید کرد ص ۲۵ ' ۴۹ ' ۵۰

۱۱ - ارمغان حجاز ص ۱۱ ' ۵۱

۱۲ - بانگ درا و جواب شکوہ

۱۳ - دیکھئے الکامل فی التاریخ لابن اثیر میں ۹ - هجری کے واقعات

۱۴ - اسرار و رموز ص ۲۱

۱۵ - پس چہ باید کرد ص ۵۴

۱۶ - بانگ درا ص ۲۸۱

۱۷ - جاوید نامہ ص ۱۴ ' ۲۰

۱۸ - ضرب کلیم ص ۹

۱۹ - بال جبریل ص ۴۴

۲۰ - مثنوی اسرار و رموز ص ۲۳